آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمدؐ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع

چودھوین کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمدؐ کا

البدر

نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۲۱ سنہ بروز جمعہ | جلد ۲

ملفوظات وحالات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۶ اگست ۱۹۰۳ء

آج حضرت اقدس نے کل نمازین باجماعت ادا کین +

دربار شام

جنون کے اسباب فرمایا کہ دو قوتین انسان کو مجبور جنون کر دیتی ہین - ایک بدظنی اور ایک غضب جبکہ افراط تک پہونچ جاوین - ایک شخص کا حال سنا کہ وہ نماز پڑھا کرتا تھا کہ اول ابتدا جنون کی اس طرح سے شروع ہوئی کہ اسے نماز کی نیت کرنے مین شبہ پیدا ہونے لگا اور جب پیچھے اس امام کے کہا کرے تو امام کیطرف انگلی اٹھا دیا کرے پھر اس کی تسلی اس سے نہ ہوئی تو امام کے جسم کو ہاتھ لگا کر کہا کرے کہ پیچھے اس امام کے پھر اور ترقی ہوئی تو ایکدن امام کو دھکا دیکر کہا کہ پیچھے اس امام کے - پس لازم ہے کہ انسان بدظنی اور غضب سے بہت بچے +

سوائے راستبازون کے باقی جسقدر لوگ دنیا مین ہوتے ہین ہر ایک کچھ نہ کچھ حصہ جنون کا ضرور رکھتا ہے جس قدر قوے ان کے ہوتے ہین ان مین ضرور افراط تفریط ہوتی ہے اور اس سے جنون ہوتا ہے +

غضب اور جنون مین فرق یہ ہے کہ اگر سرسری دورہ ہو تو اسے غضب کہتے ہین اور اگر وہ مستقل استحکام پکڑ جاوے تو اس کا نام جنون ہے +

جنت مین چاندی کا ذکر کیون ہے چاندی پر ذکر ہوا - فرمایا کہ چاندی کے بیچ مین ایک جوہر محبت ہے اسلئے یہ زیادہ مرغوب ہوتی ہے - اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہین کہ جنت کی نعماء مین چاندی کے برتنون کا ذکر ہے حالانکہ اس سے بیش قیمت سونا ہے وہ لوگ اس راز کو جو کہ خدا تعالے نے چاندی مین رکھا ہے نہین سمجھے جنت مین چونکہ غل اور کینہ اور بغض وغیرہ نہین ہوگا اور آپس مین محبت ہوگی - اور چونکہ چاندی مین جوہر محبت ہے اس لئے اس نسبت باطنی سے جنت مین اسی کو پسند کیا گیا ہے اس مین جوہر محبت ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اگر گھر مین لڑائی ہو تو چاندی دیدینے سے صلح ہو جاتی ہے اور کدورت دور ہو جاتی ہے - کسی کی نظر عنایت حاصل کرنی ہو تو چاندی پیش کیجاتی ہے +

علوم یا تو قیاس سے معلوم ہوتے ہین اور یا تجربہ سے چاندی کے اس اثر کا پتہ تجربہ سے لگتا ہے +

خواب مین اگر ایک کسی مسلمان کو چاندی دے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اسے اسلام سے محبت ہے اور وہ مسلمان ہو جاویگا +

کثرت شرابخواری کا نتیجہ اکثر دفعہ جب تک ایک شے کی کثرت نہ ہو تو اسکے خواص کا پتہ نہین لگتا - شراب کی کثرت جو اسوقت یورپ وغیرہ مین ہے اگر یہ نہ ہوتی تو اس کے بدنتائج کیسے ظاہر ہوتے جس سے اسوقت دنیا پناہ پکڑنا چاہتی ہے اور اس کی کثرت سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی خوبی کھلتی ہے جنہون نے ایسی اشئے کو منع اور حرام فرمایا -

---

اگر مسیحؑ کی مقصود بالذات زمین ہی تھی کہ آخر عمر مین انہون نے زمین پر ہی آنا تھا تو پھر اتنا عرصہ آسمان پر رہنے سے کیا فائدہ یہی وقت زمین پر بسر کرتے کہ لوگون کو ان کی ذات اور تعلیم سے فائدہ ہوتا اور قوم گمراہی سے بچی رہتی +

۷ اگست ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس کل نمازون مین شامل جماعت ہوئے اور کوئی ذکر قابل ابلاغ ناظرین نہ ہوا +

۸ - اگست ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس نے کل نمازیں باجماعت ادا کیں۔

اصل اسلام کی موجودہ حالت پر فرمایا کہ جبتک ان لوگوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کا خیال تھا اور اسکو انھوں نے اپنا مقصود بنایا ہوا تھا جب تک ان کی نظریں خدا پر تھیں خدا تعالے بھی انکی نصرت کرتا تھا مگر بعد ازاں جب اغراض بدل گئے تو خدا نے بھی چھوڑ دیا اور اب ان کی نظر انسانوں پر ہے۔ سلطنتوں کی بھی یہی حالت ہے کہ اعلاء کلمۃ الاسلام کا کسیکو خیال نہیں ہے خود روم میں رو نصارا میں ایک چھوٹا سا رسالہ بھی نہیں لکھا جا سکتا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ سلطان محافظ حرمین ہے بلکہ حرمین خود محافظ سلطان ہیں

(یہ فضیلت اور بزرگی خدا نے ہماری سلطنت برطانیہ کو دی ہے کہ جسکے زیر سایہ رہکر آج ہر جگہ خدا کی پاک احمدی مشن کی ہر ایک قسم کی تبلیغ کی جا رہی ہے اور یہ عادل گورنمنٹ اپنی انصاف پروری سے خدا کے فضل کو حاصل کر رہی ہے اور نہیں تو ذرا مقدمات کے انجام پر ہی نظر کی جاوے کہ کسطرح عدل سے حضرت اقدس کو ہر ایک میدان میں کامیابی اسکی عدالتوں میں حاصل ہوتی ہے اور دشمن بد اندیش ہمیشہ نیچا دیکھتا ہے اور اپنی شرارت کی سزا پاتا ہے۔)

فرمایا کہ انسان کے اندر جو نور اور شعاع اعلاء کلمۃ الاسلام کا ہوتا ہے وہ انسان کو اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے۔

۹ - اگست ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس نے کل نمازیں باجماعت ادا کیں

دربارِ شام

حقوق العباد بیمار پرسی اور کسی میت کی تجہیز و تکفین کی نسبت ذکر ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے **فرمایا** کہ ہماری جماعت کو اس بات کا بہت خیال چاہیے کہ اگر ایک شخص فوت ہو جاوے تو حتی الوسع سب جماعت کو اُسکے جنازہ میں شامل ہونا چاہیے اور ہمسایہ کی ہمدردی کرنی چاہیے - یہ تمام باتیں حقوق العباد میں داخل ہیں - میں دیکھتا ہوں کہ جس تعلیم اور درجہ تک خدا تعالےٰ پہنچانا چاہتا ہے اسمیں ابھی بہت کمزوری ہے صرف دعوےٰ ہی دعوےٰ نہ ہونا چاہیے کہ ہم ایماندار ہیں بلکہ اُس ایمان کو طلب کرنا چاہیے جسے خدا چاہتا ہے بھائیوں کے حقوق اور ہمسائیوں کے حقوق کو شناخت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے زبان سے کہہ لینا کہ ہم جانتے ہیں بیشک آسان ہے مگر سچی ہمدردی اور اخوت کو برت کر دکھلانا مشکل ہے - اصل بات یہ ہے کہ تمام حرکات - اعمال - افعال کے لیے ایمان مثل ایک انجن کے ہے - جب ایمان ہوتا ہے تو سب حقوق خود بخود نظر آجاتے ہیں اور بڑے بڑے اعمال اور ہمدردی خود انسان کرنے لگتا ہے - ایمان کا تخم آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے لیکن یہ ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتا۔

۱۰ - اگست ۱۹۰۳ء

شام کے وقت ایک صاحب نے گنڈے تعویذات کی تاثیرات کی نسبت استفسار کیا حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ ان کا اثر ہونا تو ایک دعوی بلا دلیل ہے اس قسم کے علاج تصورات کے مد میں آجاتے ہیں کیونکہ تصورات کو انسان پر اثر اندازی میں بڑا اثر ہے اس سے ایک کو ہنسا دیتے ہیں ایک کو رلا دیتے ہیں اور کئی چیزیں جو کہ واقعی طور پر موجود نہ ہوں دوسروں کو دکھلا دیتے ہیں اور بعض امراض کا علاج ہوتا ہے - اکثر اوقات تعویذوں سے فائدہ بھی نہیں ہوتا تو آخر تعویذ دینے والے کو کہنا پڑتا ہے کہ اب میری پیش نہیں چلتی۔

اُمت مرحومہ یہ اُمت مرحومہ اسواسطے بھی کہلاتی ہے کہ ان ٹھوکروں سے بچ جاوے جو کہ اس سے پہلی اُمتوں کو پیش آئی ہیں

باقی آیندہ

اسلام اور عورتیں

۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں جرمنی کے ایک فاضل پروفیسر گولڈزیہر کے ایک مضمون کا ترجمہ شائع ہوا ہے جو واقعہ میں نہایت ہی لطیف مضمون ہے اور جس میں نہایت تحقیق اور تدقیق اور انصاف سے کام لیا گیا ہے - پروفیسر مذکور نے ان تمام غلط فہمیوں کے ازالہ کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے جنہیں دشمنان اسلام پڑ کر ناحق دوسروں کو لیے ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں - اپنے تمام بیانات کی تصدیق کے لیے پروفیسر مذکور نے مشہور اسلامی کتب کے فقرات ابواب آیات کا حوالہ دیدیا ہے جیسے مسلم - ابن حجر - مالک ابن انس طبری - الجاحظ ابن خلکان - المکاری - البیضاوی - علی پاشا مبارک یعقوب - ابن لیشحزال - الملافات۔

فاضل پروفیسر لکھتا ہے

کہ اسلام میں جو مقام عورتوں کو دیا گیا ہے اُسکے بارہ میں اہل یورپ کی کثرت سے یہی راہ دیکھی جاتی ہے کہ مذہب اسلام نے ان بچاری عورتوں کے لیے ترقی کا وہ اعلی مرکز ہرگز تجویز ہی نہیں کیا جو کہ نوع انسان کو لازم پڑا ہوا ہے ڈاکٹر پیرن جنکا مطالعہ عرب کی عورتوں کے حالات کی نسبت خصوصیت سے اور بہت وسیع ہے صرف ایک ہی عورت کے حالات سے واقف نہیں جیسکو ولیہ کا درجہ دیا گیا ہے اور وہ اپنی رائے کو ان الفاظ میں ختم کرتے ہیں کہ اسلام میں پرہیزگاری اور تقدس کی راہ پر چلنے والی عورتیں بہت کم ہیں اور مردوں کا یہ خیال ضرور ہے کہ یہ راستہ عورتوں کے واسطے بہت دشوار گذار ہے اور ہر ایک قسم کا علو اور فضیلت صرف مردوں کے واسطے ہی موزون ہے چنانچہ اسلیے ہر ایک تقدس اور شان کو مردوں نے اپنے لیے خاص کر لی ہے اس خصوصیت کو اُنھوں نے صرف طہارۃ اور تزکیہ تک ہی نہیں رکھا بلکہ جنت کو بھی خصوصیت سے اپنے ہی لیے تجویز کیا ہے۔

اسلامی قانون اور مذہب اسلام کے بارہ میں عام خیال یہی ہے جو کہ ہمنے اوپر ذکر کیا ہے لیکن تاریخ میں ایک عمیق نظر کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کی تنزلی کا باعث مذہب اسلام نہیں ہے بلکہ موجودہ معتقدین اسلام کی تمدنی کمزوری ہے گو یہ سچ ہے کہ اکثر کتب اسلامی میں کہیں کہیں عورتوں ہی کو دوزخ کا بڑا حصہ بنایا گیا ہے اور اُنکو ناقص العقل اور تقدس میں کمزور بھی کہا گیا ہے لیکن اس سے ہمکو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ اسلام نے جو روحانی فائدے کل بنی نوع انسان کے لیے مدنظر رکھے ہیں اُس سے عورتوں کو محروم سمجھیں

(اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ وہ دوزخی عورتیں اسلامی عورتیں ہی ہیں - حضرۃ اقدس)

اسلام کے سب سے قدیم زمانہ میں ہم بہت سے واقعات میں عورتوں کو عام پبلک کے کاموں اور امور سیاست میں حصہ لیتے ہوئے دیکھتے ہیں اُس زمانہ میں صرف عورتیں مقدس ہی نہیں جو عبادات اور مجاہدات میں لگی رہتی تہیں بلکہ ایسی عورتیں بھی موجود تھیں جو علاوہ امور تجارت میں شریک ہونیکے اسلام کی اندرونی اور بیرونی مشکلات میں بھی حصہ لیتیں۔

دلیر عورتیں

مورخ طبری بیان کرتا ہے کہ جنگوں کے موقعوں پر عرب ہرگز پسند نہیں کرتے تھے کہ عورتیں موجود نہ ہوں اُس سوسائٹی میں جسمیں عورتیں غلام کی برابر سمجھی جاتی ہوں لسیبہ جیسی عورت پیدا نہیں ہوسکتی اور وہ قدر و منزلت جو عائشہ کو حاصل تھیں اور جو اقتدار اور دباؤ اسلامی سلطنت پر اُس کا تھا ایک ٹرکی کی حرم کی زندگی کی مانند خیال نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی پہلی ہی پشت میں مسیب ابن الزبیر کی بیوی جو بغیر اپنے چہرہ چھپائے تمام جگہ پھرتی تھی۔ کہا کرتی تھی کہ اللہ نے ہمیں ہمارے حسن کی وجہ سے ممتاز کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آدمی اُسے دیکھے اور پہچانے کہ میں اُن سے بڑھ کر ہوں اور مجھمیں کوئی عیب نہیں جس کا مجھے طعنہ دیا جائے" شاید اسلام نے شروع ہی زمانہ میں عورتوں کی واجبانہ خلقی کمزوریوں پر ایک تازہ زور دیا ہو مگر وہ کسی طرح اُن کو دنیا کے معاملات سے الگ نہیں کرتا۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ بھی اسبات کا ثبوت دینے کے لیے پیچھے نہیں ہے۔ اسکو بھی خیال کرو کہ عورتوں نے حسین کی بدقسمتی کے معاملہ میں حصہ لیا تھا۔ علی کے خاندان کے واقعات میں عورتیں مدبری۔ موجدی اور معاملات کی درستگی سے الگ نہیں کی گئے ہیں۔ ہمکو المنوار بنت ملک کی ابھی بہت سی پاک ایجادیں معلوم ہیں۔ اسی نے خواب میں ایک جھجر دیکھا تھا جس میں علی کا سر بند تھا جس کے چاروں طرف بہشتی انوار تھے اور جیسے ایک پرند تڑپ رہا تھا۔ یزید کی تخت نشینی کے بعد بصرہ میں بنو امیہ کے خلاف ایک سازش کے ممبروں نے جو اپنا جلسہ منعقد کیا تھا تو وہ ماریہ بن سعد کے گھر میں منعقد کیا تھا جو خاندان علی کی ایک پرجوش حامی تھی۔ اور وہ عبدالقیس کے قبیلہ کی عورت تھی۔ حسین کے اپنے خاندان کے حقوق حاصل کرنے کی پُرازیاس جنگ میں دوسرے دلگیر واقعات کے ساتھ ہم وہ حسرتناک مقابلہ بھی دیکھتے ہیں جس میں ام وہب جو مدعی خلافت کے ایک پرجوش مددگار کی بیوی تھی ایک خیمہ کی کھونٹی اُٹھا لیتی ہے اور اپنے شوہر کے پاس دوڑ جاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ میرے ماں باپ تمپر قربان اب جاؤ اور محمد کی اولاد کے حق کے لیے لڑو" اُسکا بدنصیب شوہر یہ چاہتا تھا کہ وہ عورتوں میں جائے مگر وہ اُسکا کپڑا کھینچکر بولی کہ "میں اپنے تئیں تم سے الگ نہ کرونگی جب تک میں تمھارے ساتھ مر نہ جاؤں"۔ اور جب وہ لڑتا ہوا گرا تو اُسنے اُس بیجان لاش کو یہ کہکر شاباش دی کہ مبارک ہو تمکو کہ تم جنت کے لیے ہو" اسی طرح اسماء بنت ابوبکر کی روش پر بھی غور کرو۔ وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن الزبیر کو جرأت دلاتی رہی جب وہ حجاج سے جنگ کر رہا تھا۔ لڑائی میں جاتے وقت اُسنے اپنے بیٹے کا زرہ بکتر بھی پہننا گوارا نہ کیا۔ اُسنے کہا کہ یہ زرہ بکتر ایک ایسے شخص کے لیے بالکل نازیبا ہے جو ایک ایسی بات کے لیے لڑ رہا ہو جس کے حق ہونے کا اُسکو کامل یقین ہو۔ اسلام کے شروع زمانہ میں عورتیں اپنے دلیر شوہروں کا مذہبی جوش کے ساتھ مستقل سی شکل گھڑیوں میں بھی ساتھ دیتی تھیں۔ جبیب ابن مسلمہ الفہری جسنے ۴۲ھ میں وفات پائی اُن لڑائیوں میں سے ایک لڑائی میں جانے کو تھا جنمیں اُسنے اپنی ساری عمر گذاری تھی اُسوقت اُسکی بیوی نے اُس سے سوال کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو اُسنے جواب دیا کہ یا تو دشمن کو خیمہ کیطرف یا اگر خدا نے چاہا تو بہشت میں اُسکی بیوی نے فوراً جواب دیا کہ میں دونوں حالتوں میں تم سے پیشتر وہاں پہونچونگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب جبیب اپنے دشمن کے خیمہ کے پاس پہونچا تو اُسنے اپنی بیوی کو وہاں پہلے سے موجود پایا۔ ایک خارجی شہزادہ کے قاتل نافان الازک کو ایک عورت ہی نے قتل کیا جسنے اُس مقتول شہزادہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے اُسکے ساتھ تنہا لڑنے کی جرأت کی۔

اسلام کی مقدس عورتیں

لیکن عرب کی عورتیں صرف بہادر ہی نہیں صاحب کمال نہ تھیں بلکہ جنگ کے اوقات میں بھی ہم بہت سی عورتوں کو ایسا ہی پاتے ہیں جنھوں نے پہلے درجہ کی انسانیت اور بنی نوع انسان کی سچی محبت کا ثبوت دیا ہے۔ اسلم قبیلہ کی ایک عورت جس کا نام کعبیہ بنت سعید تھا پہلی عورت تھی کہ جسنے غزوہ خیبر کے درمیان جنگی ہسپتال ایک مسجد میں قائم کیا تھا جہاں وہ بیماروں اور زخمیوں کے علاج اور حفاظت کیا کرتی۔ جیسا کہ ابن سعید نے لکھا ہے عورتوں کا جنت میں داخل نہونا ایک ایسی بات ہے جو کہ خود قرآن کے مخالف ہے۔ ہمکو اُن بیشمار آیتوں پر ایک نظر کرنی چاہیے جنمیں صرف مومنوں کا ہی ذکر نہیں ہے بلکہ مومنات کا بھی ہے اور جنمیں صرف صالحوں کا ذکر نہیں بلکہ صالحات کا بھی ہے۔ یعنی ایماندار مرد اور عورتیں اور نیک مرد اور نیک عورتیں۔ بہت سی آیتیں ہیں جنمیں عورتوں کا اسطرح ذکر ہے کہ جس سے اُنکا مردوں کے برابر درجہ ہونا کامل طور سے پایا جاتا ہے (خاص کر دیکھو سورہ الاحزاب اور دیگر مقامات)

اسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو اسلام کی قدیم واقعات میں عورتوں کی ایسی حالت تھی اور نہ خود بانی اسلام کی ایسی تعلیم تھی کہ جس سے اُنکا درجہ پرہیزگاری اور تقدس میں کسی طرح بھی مردوں سے کم سمجھا جائے۔ حقیقت میں جبکہ جیسے ہم مختلف زمانوں کے مسلمانوں کی سوانح زیادہ پڑھتے ہیں اور اولیاء اللہ کے تذکروں کی کتابوں کو غور سے دیکھتے ہیں ویسے ویسے اسلام کی عورتوں کی قدر و منزلت کے بارہ میں ہمارا خیال بعض مصنفوں کی رائے سے فوراً مخالف ہوتا جاتا ہے۔ شروع اسلام سے اب تک ہم ولیہ عورتوں کا ذکر سُنتے آئے ہیں جو عموماً شیخہ کہلاتی ہیں۔ لوگ ان کو نام بنام جانتے ہیں اور اُنکی سوانح بہت تقدس اور عزت کے ساتھ بیان کرتے ہیں جنکو وہ اُنکی کرامات یا معجزات سمجھتے ہیں اور ابھی کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ آرینٹل میگزینوں نے اسکندریہ میں شیخہ امینہ کی باشوکت تجہیز و تکفین کا ذکر کیا تھا اولیاء کے تذکروں کی کتابوں میں معدودے چند ہی ایسی کتابیں ہیں جنمیں ولیہ عورتوں کا ذکر نہ ہو حروف تہجی کے ہر حرف کے مد میں ایسی ولیہ عورتوں کا بھی ضرور ذکر رہتا ہے جنکی عجائبات کا پلہ مردوں کے عجائبات سے ہرگز ہلکا نہیں ہوتا اور اُن اوراق میں وہ مردوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھی نظر آتی ہیں اور بعض محقق فاطمہ کو (جو عورت تھی) قطب مانتے ہیں جو کہ ولیوں میں بہت ہی بڑا درجہ ہے ولایت میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اسی مضمون کی ایک کتاب ہیں جس کے مصنف شیخ تقی الدین اور ابوبکر الحسینی ہیں ایک خاص باب مقدس عورتوں کی سوانح میں ہے اور ایک علیحدہ باب اُن کے ذکر کا قائم کیا ہے جس کا عنوان "متقی اور پرہیزگار عورتوں کے حالات جو خدا کے راستہ پر چلیں" ہے اور اُس کتاب کا مقصد جیسا کہ دیباچہ میں اُس کے مصنف نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اُسکو مطالعہ کرنیوالی عورتیں اُنکے حالات سے نصیحت پکڑیں اور تقدس اور پرہیزگاری میں اُنکو مثال مانکر اپنی طرز زندگی بھی ویسی ہی بنائیں۔ وہ بار بار اُس زمانہ کی عورتوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ یا نساء هذا الزمان اے اس زمانہ کی عورتو تمپر افسوس! تم اس سے (دیبی حسانہ سے کیونکہ اُسی کے تقدس کا ذکر کرتے ہوے یہ کہتا ہے) بالکل خلاف ہو تم دنیا کی خوشی میں منہمک ہو۔

باقی آئندہ

ہمارے معزز ناظرین اس فرض سے کبھی اپنے آپکو سبکدوش نہ خیال کریں کہ البدر کی اشاعت انھوں نے ایک ہزار سے زیادہ کرنی ہے جو کہ ابھی صرف ۸۰۰ ہے۔

آریہ صاحبان کی نیک نیتی اور حق جوئی کا نمونہ

البدر کے گذشتہ نمبروں میں جو کارروائی انجمن فرقانیہ لاہور کی ہم نے نیوگ اور طلاق پر قطعی اور فیصلہ کن بحث کے عنوان سے شائع کی ہے ذیل کی کارروائی اسکا ضمیمہ ہے جسے پڑھکر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ آریہ صاحبان نے کس کس قسم کی حیلہ بازی سے اپنے اس شرمناک مسئلہ کرتوت نیوگ پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اگر یہ امر انکے نزدیک حق ہے تو پھر ان چالبازیوں سے کیا فائدہ ہے افسوس کہ اسکے

ممبر اپنی قوم کو کیسے دھوکا دیتے ہیں
کہ دعوی تو حق پرستی کا اور
کرتوت یہ - ایڈیٹر

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ • ترجمہ یعنی ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں پر اللہ اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا کافر چاہے برا مانیں۔

نظم

آؤ اے آریو ادھر آؤ
سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو
کب تلک جھوٹھ سے کروگے پیار
کچھ تو خوف خدا کرو پیارو
عیش دنیا سدا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل
اسقدر کیوں ہے کین و استکبار
تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات
طمع دیکر کے جھوٹ کہلانا
یہ دھرم اور ست سے ہے دور

نور حق دیکھو راہ حق پاؤ
یوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کچھ تو سچکو بھی کام فرماؤ
کچھ تو پیارو خدا سے شرماؤ
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
کوئی اسمیں رہا نہیں پیارو
کیوں خدا یاد سے گیا یکبار
دلکو پتھر بنا دیا ہیہات
لیبے چوڑے خطاب لکھلانا
جھوٹ تا حق سے سدا ہی مہجور

عمر اپنی کو تم سنوار و آج
پیارے ایشر سے دل لگا لو آج

اسبات کو ایک متوسط الفہم انسان بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ آریہ صاحبان کی بھری مجلس میں ان مسئلوں پر مسلمانوں کے ساتھ تقریری مباحثہ ختم کردینے اور سناتن دھرم والوں سے بیگی آغاز مباحثہ کا اعلان کر دینے کے بعد پھر ایک مسلمان نام شخص کے ساتھ مباحثہ کا اشتہار دینا کسی مکروہ حیلہ اور خفیہ چالبازی پر مبنی ہونیکے سوا کچھ نہیں ہو سکتا - ابراہیم ایک گمنام اور سائل واعظ اور علم دین سے ناواقف آدمی ہے - اسکو نہ تو کسی فرقہ اہل اسلام نے وکیل مقرر کیا اور نہ ہی وہ کسی اسلامی فرقہ کا امام اور پیشوا اور سرگروہ ہے - دوسری باتی چھوڑکر باتیں سنا کر لوگوں سے چندہ لیکر کھانا اسکا پیشہ ہے یہ بات ظاہر اور مشہور ہوچکی ہے کہ آریہ صاحبان نے اسکو طمع دیکر مباحثہ کے لیے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ اسکے منہ سے اپنے مفید مطلب باتیں نکلواکر اس شرم کو مٹا دیں جو ماہ اپریل و مئی ۱۹۰۳ء کے مباحثوں میں ویدک مسائل کی کمزوری ظاہر اور ثابت ہونے سے انھیں اٹھانی پڑی - اور نا واقفوں اور جاہلوں کو ابراہیم کی عظمت کا دھوکا دینے کے ارادہ اور اسلام کے مختلف اسلامی فرقوں کے علما کی توہین کی نیت سے اس شخص کے نام کے ساتھ "مولوی" اور "وکیل اسلام" کے خطاب شائع کر دیے - حالانکہ یہ شخص نہ تو مولوی ہی ہے - اور نہ کسی حیثیت سے وکیل اسلام ہونے کا حق رکھتا ہے ہمسے مباحثہ کرنے کے وقت آریہ صاحبان نے اسبات کا اقبال کرنے کی کوشش کی تھی - کہ گویا وہ نیک نیتی سے تحقیق کرنا چاہتے ہیں - اور یہ بھی اقرار کیا تھا کہ جو بات کمزور اور نا قابل عمل ثابت ہوجائیگی اسکو بلا تامل چھوڑنے اور سچی بات کے قبول کرنے میں انکو کوئی تامل نہ ہوگا - لیکن افسوس کہ اسطرح سے ایک آدمی کو بازار سے پکڑ کر اسکو وکیل اسلام ظاہر کرنا اور اسکی جیب گرم کرکے (جیساکہ عام طور پر مشہور ہے) اپنے مطلب کی باتیں کہلانا اس عہد کے بالکل برخلاف ہے - اگر اسکو وکیل آریہ دھرم لکھتے تو یہ بالکل صحیح بات ہوتی +

ہم ذیل میں لاہور کے تمام مقتدر اسلامی فرقوں کے معزز اور مسلم علما اور انجمنوں کی ابراہیم کے مولوی اور وکیل اسلام ہونے کے متعلق شہادتیں درج کرکے آریہ صاحبان کی حق جوئی اور نیک نیتی سے پبلک کو آگاہ کرتے ہیں - وہو ہذا -

جناب شمس العلما مفتی مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی لائف پریزیڈنٹ انجمن حمایت الاسلام و سکرٹری انجمن مستشار العلما و لاہور لکھتے ہیں - میں میاں ابراہیم دوری باف کے ذاتی حالات اور علمی لیاقت سے واقف نہیں ہوں اور جہانتک مجھے معلوم ہے موجودہ مباحثہ کے لیے اسلام کے کسی فرقہ نے انکو وکیل نہیں مقرر کیا ہے

دستخط مفتی صاحب موصوف

جناب مولوی **محمد شفیق** صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور تحریر کرتے ہیں - میاں ابراہیم صاحب کا میں صورت آشنا ہوں وہ نہ تو علما ہی سے ہیں - اور نہ حدیث و فقہ کے سند یافتہ ہیں - علاوہ بریں نہ لاہور میں مولوی صاحبان سے شمار کیے جاتے ہیں اور نہ کسی فرقۂ اسلامی کے سرگردہ خیال کیے جاتے ہیں - جہانتک مجھے علم ہے کسی فرقہ اسلامی کی طرف سے وکیل نہیں بنائے گئے فقط مورخہ ۵ جون ۱۹۰۳ء

دستخط مولوی محمد شفیق صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور

جناب خان بہادر **محمد برکت علیخان** صاحب لائف سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور رقم فرماتے ہیں - میاں ابراہیم صاحب کا کسی قسم کا تعلق ممبری انجمن اسلامیہ لاہور سے نہیں ہے - جو مباحثہ میاں ابراہیم صاحب نیوگ و طلاق و کثرت ازدواج وغیرہ پر آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور سے کر رہے ہیں - وہ اپنے فعل کے خود ذمہ وار ہیں - انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے - دستخط خان بہادر محمد برکت علیخان سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

جناب مولوی **غلام احمد** صاحب مدرس اول و سپرنٹنڈنٹ دار العلوم نعمانیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں - میاں ابراہیم مذکور الصدر از جانب انجمن نعمانیہ لاہور وکیل مناظرہ برای تحقیق مسائل اسلام مقرر نیست - دستخط مولوی غلام احمد صاحب

جناب مولوی سید علی حائری صاحب لاہوری جو ایک مقتدر اور معزز مجتہد اہل تشیع صاحبان کے ہیں تحریر فرماتے ہیں باسمہ سبحانہ - میاں ابراہیم صاحب کو میں واقف نہیں ہوں اور نہ شیعہ صاحبان نے انکو اس مباحثہ میں وکیل اپنی جانب سے مقرر کیا ہے - لہذا اسکے ملزم ہوجانے سے اسلام اور علماء اسلام پر کوئی اعتراض لازم نہیں آ سکتا - فہو الموفق و المعین فی کل حین و علیہ التکلان فی کل آن - دستخط سید علی حائری صاحب

جناب شمس العلما مولوی **محمد عبد الحکیم** صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور لکھتے ہیں - میں میاں ابراہیم کے حالات سے واقف نہیں ہوں اور مجھے انکی اسلامی وکالت کا کوئی علم نہیں ہے - دستخط مولوی محمد عبد الحکیم صاحب -

اب ان شہادتوں کو دیکھکر حق پسند لوگ خود ہی انصاف کرلیں کہ ایسے شخصکو وکیل اسلام اور مولوی ہونیکا اپنے گھر سے خطاب دیکر آریہ صاحبان جو فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کیا وہ نیک نیتی اور اصول حق جوئی پر مبنی ہوسکتا ہے ؟ بس اگر ایسے شرمناک اور مکروہ چالاکیوں میں ان اصحاب کی حق جوئی مخفی ہے تو خدا حافظ ! ای آریہ صاحبان غور کرو ! موت سر پر کھڑی ہے اب بھی دلوں کو سچائی کے لیے صاف کرلو - اور ضد و تعصب کو اپنے دلوں سے نکالدو - کیا ابراہیم کو مولوی اور وکیل اسلام کا جھوٹا خطاب دینے کے راز کھلنے نے آپکو شرمندہ نہیں کیا - جاگو اور خدا کیطرف دھیان کرکے مفروضہ نیوگ کی نحوست سے پاک ہو جاؤ نہیں تو جلد نیوگیوں اور نیوگنوں اور نیوگ زادوں کی فہرست جو اشتہار نمبر ۳ میں طلب کی گئی تھیں مشتہر کرو - تاکہ ہم اسکے عملی نقصانات اور فوائد کو تحقیق کرکے اسکے حسن و قبح پر غور کرسکیں اور پھر آپ کی طرف سے ہماری باقی مطلوبہ امور ہم پہنچ جانیکے بعد سلسلہ معلومہ شروع ہوسکے ورنہ یاد رہے کہ فضول ٹال مٹول اور غیر متعلق باتوں اور مکروہ اور ناجائز کارروائیوں سے احقاق حق نہیں ہوسکتا - ۱۶ جون ۱۹۰۳ء

درس قرآن شریف

سلسلہ کیلیے دیکھو البدر نمبر ۲۹ جلد ۲ صفحہ

حکمت اصل میں ایک کانٹے دار لگام کو کہتے ہیں جو نہایت خطرناک اور شریر گھوڑے کو دیجاتی ہے۔ اور جگہ بڑی مضبوط اور پکی باتوں کے معنوں میں آتی ہے جنکا انجام نیک ہو اور نفس امارہ کی وہ اصلاح کریں۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ ۔ تا اَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ بھلائی نہیں ہوتی بہت سی کانا پھوسیوں میں لیکن یاد رکھو تمام منصوبے ایک جیسے نہیں ہوتے مثلاً خیرات کرنے میں کسی شریف کو روپیہ دلوانا ہے نام ظاہر نہ کرو کیونکہ اس سے اسکی خفت ہوگی اسکو روپیہ دلوا دو یا کسی بھلی بات کے لیے منصوبہ ہو یا لوگوں کے درمیان سنوار کرنے کے لیے ہو تو اس قسم کے مشورے اچھے ہیں اصلاح بھی ہو صدقہ بھی ہو معروف بھی ہو لیکن یہ سب کام اللہ کی رضامندی چاہنے کے لیے ہو تو بڑا اجر ملے گا۔

ایسی باتیں جو چھپ چھپ کر کیجاتی ہیں یہ اکثر بری ہوتی ہیں اور دوسرونکو دکھ پہونچانے کے واسطے ہوتی ہیں بہت لوگ منصوبوں سے کام لیتے ہیں لیکن انجام اچھا نہیں ہوتا مجھپر اللہ کا بڑا احسان اور فضل ہوا ہے کہ اس نے مجھے منصوبوں سے ہمیشہ نفرت دی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عیسائیوں اور یہودیوں نے بڑے بڑے مخفی منصوبے کیے لیکن ناکام رہے میں نے تمدن سنا یا تھا کہ یہودیوں نے ایکدفعہ ان مخفی منصوبوں سے فارسیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بابل کی سلطنت کو تباہ کرکے خود آزاد ہوگئے اور نجات پاگئے لیکن اسوقت یہ طریق اللہ نے یہودیونکو بتلایا تھا اس واسطے اللہ نے انکو کامیابی دی انسان اس طرح کیا کرتا ہے کہ اللہ کے فضل سے جب ایک وقت کسی تدبیر سے کامیاب ہوتا ہے تو پھر اسکو بدکاری کا ذریعہ بنا لیتا ہے اس واسطے یہودیوں نے یہ بھی چاہا کہ اس ذریعہ سے رسول اللہ کا استیصال کردیویں مگر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودہ تھے اس لیے انکو (یہود کو) کامیابی نہ ہوئی وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ کی بات سچی تھی جسکو اللہ نے چاہا اس طریق سے نقصان پہونچایا۔ اللہ کے حکم کے سوا منصوبے کچھ بگاڑ نہیں سکتے ان منصوبہ بازیوں سے شیعہ نے بنوامیہ کی سلطنت تباہ کی اور پھر بنی عباس کو تباہ کیا لیکن سلطنت اوروں ہی کو ملتی رہی منصوبہ کرنے والے ناکام رہے یہی علم جفر کی بنا ہے اور انگریزی میں سائیفر کی جڑ یہی ہے۔ اور فریمسن مذہب بھی اصل میں اسی سے نکلا ہے گو اسکے ابتدائی تعلیم یافتہ اس سے بیخبر ہوں اکثر دوسرے کی بربادی کے مشورے بری ہوتے ہیں ایک شخص ۱۵ سال سے ہمارے پاس رہتا تھا وہ ہمارے پاس روٹی کھایا کرتا تھا لیکن اتنی لمبی مدت میں مجھے اسکی قوم کا پتہ نہ ملا ایک مہمان ہمارے ڈیرہ میں آیا اس نے ایکدن میں تمام لوگونکی تحقیقات کرلی جب ہم روٹی کھانے کے واسطے بیٹھے تو مہمان نے کہا کہ میں تو اس شخص کے ساتھ بیٹھکر روٹی نہیں کھاؤں گا میں نے کہا کہ تم الگ کھا لو ہم تو ملکر کھائیں گے ہم ذات کا کچھ لحاظ نہیں کرتے خدا فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ پس انسان اگر دیکھے تو اچھا وہی ہے جس کا خاتمہ اچھا ہو جو تحقیر کسیکی کرتا ہے وہ مرتا نہیں ہے جب تک اسکی ویسی ہی تحقیر نہ کی جائے ایک شخص جو رئیس تھا اپنی لڑکی کا بیاہ نہیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمارے جوڑ کا کوئی آدمی نہیں اسواسطے ہم لڑکی کا بیاہ نہیں کرسکتے آخر وہ عیسائی ہوگئی اتفاق سے اسی دن ایک چمار بھی عیسائی ہوا اور ان دونوں کی محبت ہوگئی پھر باہم شادی بھی ہوگئی اس رئیس کا تکبر کیسا اسکے پیش آیا غرض اللہ کی غیرت اور قہر سے ڈرنا چاہیے کسیکی حقارت نہ کرو لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک آدمی نے اپنے مخالف کے واسطے قسم کھائی کہ تو کبھی بہشت میں نہیں جائے گا اللہ نے اسی وقت اسکو کہا کہ میں تجکو دوزخمیں ڈالونگا اور اسکو بہشت میں داخل کروں گا۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ تا مصیرا **ترجمہ** اور جو الگ ہوتا ہے رسول سے بعد اسکے کہ ہدایت پہونچگئی اسکو اور جو مومنوں کی راہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کرتا ہے وہ جدھر جانا چاہتا ہے ہم اسکو ادھر سونپ دیتے ہیں (روکتے نہیں) پھر جہنم میں اسکو پہونچا دیتے ہیں اور وہ بری جگہ ہے۔

رکوع ۱۵

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ تا بَعِيدًا

ترجمہ اللہ معاف نہیں کرے گا اس بات کو کہ کسیکو شریک بنایا جاوے اور معاف کردے گا اس سے نیچے جسکو چاہے گا اور جس نے اللہ کا شریک بنایا وہ تو حق اور سچی اور سیدھی راہ سے دور چلا گیا۔

شرک کیا ہے ساجھی کرنا کسیکی کسی بات کو کسیکی کسی بات کے ساتھ۔ جب اللہ کی ذات پر ہم غور کرتے ہیں تو ہمکو اسکی ذات بے ہمتا معلوم ہوتی ہے اور اسکی صفات بے نظیر ہیں اسکے افعال اسکے علم اسکی قدرت کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا اسنے سورج چاند اور زمین بنائی ہے پھول رنگارنگ کے صرف وہی پیدا کرتا ہے غرض اللہ ہر ایک صنعت میں لاشریک ہے اسنے آدمی کو پیدا کیا اور اپنا احسان ثابت کرنیکو آدمی کو کچھ احکام دیے جس سے اللہ کی عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ اسکی کبریائی کا اقرار کرنا رکوع کرنا سجدہ کرنا قربانی کرنی روزے رکھنے کعبہ کا حج کرنا اسکے نام پر اپنے مالوں سے حصہ نکالنا۔ یہ اللہ کے احکام ہیں اللہ کی عظمت اور اسکی کامل قدرت اور کامل علم سے جو تعظیم علمی اور اعتقادی پیدا ہوتی ہے وہی عبادت ہے ان فرمانبرداریوں میں کسیکو شریک کرنا اور ساجھی بنانا بڑی بے وقوفی کی بات ہے کسیکی فرمانبرداری بیم اور امید سے ہوا کرتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے حقیقی بیم اور حقیقی امید بھی شرک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ اور اسنے فضیلت دی تمکو جہان کے چیزوں پر۔ یہ اسلیے فرمایا کہ احمق انسان ایسی چیزونکو اللہ کا شریک بناتا ہے جو اللہ نے اسکی خدمت کے واسطے پیدا کی ہیں۔ دیکھو یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے تم نہیں دیکھتے کہ جن چیزونکو انسان اللہ کا شریک بناتا ہے وہ خود انسان کی خادم ہیں آگ پانی زمین ہوا سورج چاند وغیرہ جنکی بہت ہی پرستش ہوتی ہے اور ابھی تک ہوتی ہے یہ تمام چیزیں اللہ نے آدمی کی خدمتگار بنائی ہیں وہ انکو اپنی خدمت میں لاتا ہے اور اپنے کام آگ پانی ہوا سے لیتا ہے پس یہ کیسی نادانی ہے کہ جو شے اپنی خادم ہے اسے مخدوم بنایا جاوے میرا ایک ہندو آشنا تھا اسکے گھر میں ایک سانپ کا بت پرستش کیواسطے بنا ہوا تھا میں نے انگلی سے اسے ٹھنکارا اور اس سے ٹن ٹن کی آواز نکلنے پر وہ دوڑا آیا۔ میں نے اسکو کہا کہ یہ تو ہمارے عام سانپوں سے بھی کمزور ہے کچھ بھی نہیں کرسکتا تم اسکی پرستش کیوں کرتے ہو اور تم خود ہی اسکے خالق ہو اور خود ہی اسکے عابد ہو یہ کسطرح ہوسکتا ہے اسکا اسنے کچھ جواب نہ دیا اور دے ہی کیا سکتا تھا۔ انسان جب اللہ کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر نیچے کی طرف گرتا ہے اور جب حقیقی اور قادر مطلق اللہ کو چھوڑ دیتا ہے تو ناکارہ چیزونکی پرستش میں گرفتار ہوجاتا ہے عیسائیوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا اور عیسیٰ کو خدا مان لیا کیسی حماقت کی بات ہے۔ باقی آئندہ

کسر صلیب

بائبل کہاں سے آئی

سلسلہ کے لیے دیکھو البدر نمبر ۳۰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶

متی شاید اس واقعہ کے لکھنے میں درست کہتا ہو کہ گورستان میں مسیح کو دیوانے آملے مگر اسیات کے بیان کرنے میں اُن آدمیوں پر جن سوار تھے وہ غلطی پر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ اُسکی ذاتی رائے ہے مذکورہ بالا بیانوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بائبل کے لکھنے والے اپنے ہمعصروں کے خیالات اور عادات میں اور لوگوں سے بالکل علحدہ نہ تھے اسلیے تو ہم بائبل میں بہت سی علمی غلطیاں بہت سے اختلافات۔ کثرت سے خدا کی بابت ناقابل پذیرائی باتیں اور توہمات اور بد تہذیبی سے بھرے ہوئے گندے اور تاریک خیالات وغیرہ وغیرہ پاتے ہیں ان تمام ادھوری باتونکو چھوڑ کر جو کہ یہاں اور وہاں کثرت سے پائی جاتی ہیں بائبل میں ایک پوری کتاب ہے جو کہ مذہبی لحاظ سے کسی کام کی نہیں صرف ایک عشقیہ نظم ہے۔

اب ان تمام باتونکی پردہ پوشی بیفائدہ ہے اور انکا ذکر نہ کرنا بزدلی کا کام ہے ان سب باتوں کو لوگ اچھی طرح سے جان گئے ہیں (سب کو خارج کر دینا ہی بہتر ہوگا) خدا کا بڑا شکر ہے کہ اُسنے زمانہ گذشتہ کا ایک بیش بہا اور پر از حکمت خزانہ روحانی زندگی کا (بائبل) ہمارے واسطہ محفوظ رکھا مگر ہمکو اُس کی تعظیم میں عقل سے کام لینا چاہیے اور اپنی شکر گذاری میں دیانت دار ہونا چاہیے۔ سچکو چھپانے میں خدا کی عزت نہیں ہوتی پس بائبل کے موجود ہونے کے واسطے ہمکو خدا کا شکر گذار تو ضرور ہونا چاہیے اور اس سے مدد لینی چاہیے مگر یہ نہیں کہ اسکو ایک بُت بناؤ۔ ہاں اس سے محبت کرو مگر ساتھ ہی اسکی دیانچ پڑتال بھی کرو اسکی عزت کرو مگر اس سے خوف مت کھاؤ۔ اگر تم اسکی اصل حقیقت سے واقف ہو جاؤ گے تو یہ تمھاری اور بھی زیادہ دوست ہوگی۔

اب پھر ہمارا یہ سوال ہے کہ بائبل کہاں سے آئی بعض لوگ کی باتیں سنکر شاید تم یہ خیال کرو کہ بائبل اسی طرح بابوں اور آیتوں میں تقسیم کری کرائی آسمان سے گر پڑی میں ایسے بہت سے اشخاص کو جانتا ہوں جن کا ایمان ہے کہ یہ باب اور آیتیں بھی الہامی ہیں اور وہ اسیات کو سنکر بہت ہی سخت رنجیدہ ہوتے ہیں جبکہ مینے انکو کہا کہ اس تقسیم کو تو بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا ہے بلکہ یہ تو اسی زمانہ کی ہے۔ پہلے پہل اسمیں کسی قسم کے باب اور آیتیں نہ ہوتی تھیں میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ ہمیں کتاب کی قدر اسمیں اچھی غور و خوض کے بعد کرنی چاہیے۔ اسکی ایک تاریخ ہے جبتک کہ ہم اس تاریخ کو نہ سمجھیں ہم اسکو ہرگز اور قطعاً نہیں سمجھ سکتے۔

پہلی حالت میں ایکبات تو ضرور صاف ہو۔ یعنی کہ جب میں اسکو ہاتھ میں لیتا ہوں تو مجھے معلوم دیتا ہے کہ عام محاورہ کے مطابق تو یہ کتاب نہیں ہے بلکہ کتابوں کا مجموعہ ہے۔ پرانے عہدنامہ کے لیے تو ہم یہودیوں کے زیر بار ہیں۔ پرانا عہدنامہ انکی بائبل ہے جو کہ زمانہ بزمانہ ہر طور سے محفوظ رکھی گئی ہے۔ یہانتک کہ ہم اسکا نشان دو ہزار برس تک پورے طور سے لگا سکتے ہیں مسیح سے چار سو سال پیشتر پرانے عہدنامہ کی کتابیں ایک جز میں اکٹھی کی گئیں اور ہمارے پاس قریباً ایسی ٹھیک طور سے پہونچ گئی ہیں اور قریباً دو سو سال قبل از مسیح اس کا ترجمہ یونانی میں کیا گیا اسی واسطے اس زمانہ تک تو اسکا نشان ٹھیک اور صاف طور سے اسی طرح معلوم ہو سکتا ہے جیسے سیسرکی اور تشین یا کوئی اور پرانی کتاب۔ تو اس سے ایکبات تو ضرور ثابت ہو گئی کہ پرانے عہدنامہ کی عمر کم سے کم دو ہزار برس کی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور چیز ہمیں یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ مختلف کتابیں کہ جنسے پُرانے اور اور نیز عہدنامہ کا ایک مجموعہ بنتا ہے۔ اکثر ان کتابوں میں ہر ایک کے لکھنے میں کچھ نہ کچھ سال ضرور صرف ہوئے ہونگے دس احکام کے زمانہ سے لیکر جو کہ موسیٰ کیطرف منسوب جانتے ہیں اخیر خط تک ۱۵۰۰ برس کا زمانہ ہوتا ہے جو کہ قریباً اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ ہمارا عیسوی سنہ۔ اور یہی ایک بڑی ضروری بات قابل یاد ہے کہ یہ کتابیں کبھی اس خیال سے نہیں لکھی گئی تھیں کہ ان تمام کو ایک جزو میں باندھ دیا جائے گا اور اس جزو پر نام بائبل کا جڑ دیا جائے گا۔ کچھ نبیوں کی کتابیں بھی جن کا کہ زمانہ ۳۵۰ برس کا ہوتا ہے ۸۰۰ برس قبل از مسیح یعنی جنکو آج کے دن سے قبل قریباً دو ہزار چھ سو برس ہوئے۔ ....

قریباً نو بیں صدی قبل از مسیح شروع کی گئی اور قریباً چار سو سال میں ختم ہوئی۔ بادشاہوں اور سموئیل کی کتابیں قریباً چھٹی صدی قبل از مسیح لکھی گئیں اور عزرا کی کتابیں قریباً ڈیڑھ سو سال بعد اسکے لکھی گئیں۔ دانیال کی کتاب اس سے بھی ڈیڑھ سو سال بعد میں لکھی گئی اور رسولوں کے خط۔ مکاشفات۔ انجیلیں اور رسولوں کے اعمال پہلی صدی کے ادھ سے لیکر دوسری صدی کے نصف حصہ تک آخیر ہی میں لکھی گئیں۔

اب یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ایک ایسی حجم میں جو کہ اسقدر عرصہ دراز میں لکھا گیا ہو اور اسقدر آدمیوں کی تصنیف ہو کسقدر اختلافات مختلف صورتوں میں پایا جا سکتا ہے اور یہ کسقدر قانون قدرت انسانی فطرت کے برخلاف ہے کہ تمام بائبل کو ایک ہی جیسا قابل قبول اور معتبر ٹھیرایا جاوے۔ آؤ ہم دانائی سے کام لیں اور اس روشنی کے مطابق جو ہمکو عطا کی گئی تمیز کریں اور اسبات کے پہلوؤں پر غور کریں۔ بائبل کی بعض کتابوں میں صرف خونی لڑائیوں کے ذکر اور زندگی بچانے کے واسطے جو جھگڑے بکھیڑے کیے گئے درج ہیں جو کہ صرف ایک قسم کی تاریخ ہے۔ اور دوسرے مقامات پر میں زمانہ گذشتہ کی لوگونکی رائیں بڑے بڑے اہم سوالات کی بابت ہیں۔ مثلاً پیدائش دنیا۔ آدمی کا آغاز۔ برائی کی جڑ وغیرہ وغیرہ۔ صاف ظاہر ہے کہ اصل واقعات کے رو سے یہ کوئی الہامی باتیں نہیں صرف پُرانے زمانہ کے دانا لوگوں کے اپنی اپنی رائیں ہیں ان مختلف مضامین کے متعلق۔ بعض کتابوں کے بارہ میں صرف اپنی ہی خواہشات کو ظاہر کیا گیا ہے یا سریلے گیت ہیں۔ مثلاً زبور اور دوسری کتابیں اسی طور سے اُن یہودی مصلح اور قومی بہتری کی خواہشوں کے خیالات کے صرف تاریخیں ہیں جیسے کہ یسعیا اور دوسرے نبیوں کی کتابیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بائبل میں پُرانے زمانہ کے دانا اور قابل آدمیوں کی گفتار رفتار اور اعمال درج ہیں جسطرح خدا اُن کو کہتا رہا وہ کرتے رہے یا بعض دفعہ جسطرح اُنکی اپنی مرضی میں آیا ویسا ہی کرتے رہے۔ ایک اور نکتہ قابل غور ہے کہ ان کتابوں نے کبھی خود الہامی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا وہ ہمیشہ اپنے آپ کو وہی ظاہر کرتے رہے ہیں جیسے کہ وہ ہیں۔ تاریخ۔ گیت۔ پیشگوئیاں اور کچھ اخلاقی تعلیم (سو وہ بھی ناقص) اسطرح سے تو وہ اپنے اپنے مراتب پر بغیر کسی قسم کے دعویٰ کے موجود ہیں۔ بائبل کا یہ حال ہے کہ وہ مختلف کتابیں ہیں جو کہ مختلف زمانہ میں تصنیف یا تالیف ہوئی۔

(کرہ انیگلر)

مقدمات

۱۳۔ ۱۵۔ ۱۸۔ ۱۹۔ اگست کو جو مقدمات تھی خاکسار ایڈیٹر انکو سننے کے واسطے ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضر تھا اسلیے گذشتہ نمبر اور ۲۰ اگست سے [illegible]

+ . بوجہ شمولیت مقدمہ گورداسپور تازہ خبریں و الہامات درج ہو سکیں آئندہ نمبر میں ہیں انشاء اللہ ناظرین ہونگے

مثنوی

سلسلہ کے لیے دیکھو البدر نمبر ۳۰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ کا

عقل داری فہم و ادراک و ذکا — زیرکی و دانش و فکر رسا
قلب صافی ہمت عالی بلند — رائے صائب سر درای درنند
نہ فلک سیر ترقی ہائے تو — ہفت اقلیم اندر زیر پائے تو
بہر ذلت این ہمہ نقش و نگار — صد ہزاراں کار و بار گیر و دار
عالمی را ہم مسخر کردۂ — لاف چون من راہم از بر کردۂ
لیک با این عقل و ادراک و ذکا — با ہمہ مرتبت اے مہ لقا
ضعف تو بر تو عیاں ست اے ضعیف — حاجتے داری بآں رب لطیف
روح انساں ہر زماں سویش دواں — می پرد چون مرغ سوئے آشیاں
گرنہ روح ما ازاں رحماں بدے — کی مرا حاجت بہ پیش آں بدے
دمبدم از رحمت و احسان او — بہرہ یابد ہر کسے از خوان او
گہ کسے را بر سپہر سلطنت — می نشاند بر سریر مملکت
گر کسے را ملک و دولت میدہد — گر بفرقش تاج تخت می نہد
گہ گدائے را شہنشاہے کند — ذرہ را گہ مہر و گہ ماہے کند
کس بیارد را اینکہ آنجا دم زند — لاف استغلائے اینجا کم زند
کارہا اینست اے مرد خدا — محو گشتن در رضائے کبریا
۵۔ انبیا و اولیا و رہ راستاں — شاہد اند بر وجود آں نہاں
از وجود شاں وجودش آشکار — رہ نمای خلق سوئے کردگار
گر وجود شاں نبودی اے عزیز — از وجودش کے شدے کار تمیز
از رخ شاں نور او رخشندہ شد — در شب ظلمت چو مہ تابندہ شد
از صفات شاں صفات حق عیاں — وز طفیل شاں حیات جاوداں
ہر کارش در جہاں آئینہ اند — از وجود شاں وجودش بنگرند
سر فروشاں بہر عشق آں نگار — سوختہ از بہر او ہر کار و بار
سینۂ شاں پُر ز مہر کبریا — جسم و جاں را بہر او کردہ فدا
کس نبردہ رہ بہ علم و فضل شاں — دور تر از عقل مردم عقل شاں
دل منور گردد از فیضان شاں — نور بابی در دل و در جسم و جاں
عقدۂ دشوار دنیا را کلید — راز عقبیٰ ہم از ایشاں شد پدید
درمیان خلق و حق پیغامبر — تا بیابد کس ازاں یار ہی خبر
یکطرف محو رضائے کبریا — ہم بمخلوق خدا بہر دعا
کارشاں جز این نباشد ہیچ کار — تا وجودش را نمایند آشکار
تا رسانند خلق را با خالقے — تا نمایند چہرہ آں راز قے
در دبستان خدا خواندہ سبق — زیں سبب بردیگراں بردہ سبق
خلق و عالم تا بسوی حق کشند — عالمے را تا خبر از وے دہند
چونکہ مامور اند از حق جان من — کارشاں کار خدائے ذو المنن
گفت شاں گفت خدائے ذو العلا — نطق شاں باشد مبرا از ہوا
مہبط وحی خدائے ذو الجلال — پاک بے ہمتا نذیر و بمثال
جوش شاں ہمدردی و مہر و وفا — در رضائے شاں رضائے کبریا

باقی دارد

مراسلت

فیضان احمدی

خدا تعالیٰ کی ہدایت دینے کی راہ کیسی نیاری ہے میاں سلطان خان ایک ایسے گاؤں کے رہنے والے ہیں کہ جہاں علم کا کوئی چرچا نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے کوئی واقف نہیں مگر چونکہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا اپنا قائم کردہ ہے اسلیے ہر جگہ خود اپنے فضل سے انفا کرتا ہے اور اپنے پیارے برگزیدہ مرزا غلام احمد کے پاس کھینچ کھینچکر لوگونکو لا رہا ہے سوچنے والے سوچیں کہ یہ انسانی کاروبار ہے یا آسمانی۔ ایڈیٹر۔

میں سلطان خان قوم پٹھان ساکن موضع جے سنگہ پورہ تحصیل نوح ضلع گوڑگانوہ کا ہوں اپنے خواب کا راستی سے اظہار کرتا ہوں کہ میں نے ۱۹۰۰ء میں اپنے بھائی کی شادی کیلیے بنیے سے مبلغ ما ۱۵ روپے قرض لے لیے تھے آخر بسبب قحط کے وہ اب تک ادا نہیں ہوسکے اور جو کچھ ادا بھی کیے وہ بقال مذکور نے سود میں مجرے کرلیے اب ۱۹۰۳ء بماہ جولائی بتاریخ ۲ جولائی میں لمنز بن پر بقال مذکور نے نالش کردی اس سے اس عمزدہ کو ایسا غم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ آگیا اور بنیا قسم قسم کی دہمکیاں دیتا تھا اس سبب سے دل میں ارادہ کیا کہ اپنی جان کو کھو دوں لیکن نماز بوقت عشا بندہ خدا کی عاجزی کرکے اسقدر رویا کہ آنکھیں سوج گئیں عاجزی خدا کو بڑی پسند ہے القصہ رات کو میں فکر ہی میں سو رہا تھا اور اچھی طرح سے آنکھیں بند نہیں ہوئی تھیں کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ سر پر عمامہ سبز باقی لباس سفید میرے سامنے آکھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اُٹھ اسقدر رنج و فکر کیوں کرتا ہے اللہ نے تیری مدد کی ہے جا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کہ تیری دوا کرے اور تیرے مرض کو تجھ سے دور کرے تجکو خدا کے نیک بندوں میں داخل کرے اسطرح میں دیکھ کے چونکا اور زیادہ رنج میں مبتلا ہو ساری رات نہیں سویا صبح ہوتے ہی میں نے مسجد کے ایک امام سے خواب کی تعبیر پوچھی اسنے کہا کہ جامع مسجد نوح میں چلا جا کہ وہاں پر ایک مولوی صاحب کامل ہیں وہ تعبیر اس خواب کی دینگے القصہ میں نوح میں آیا اور مولوی صاحب سے حال خواب بیان کیا انھوں نے کہا کہ خواب تیرا عجیب ہے جو زمانہ مسیح و مہدی علیہ السلام کی خبر دے رہا ہے ہاں البتہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں دعویٰ مسیحیت کا کر رکھا ہے لیکن لوگ ان کو کاذب کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ وہی مسیح سچے ہیں جنکی خبر بزرگ نے دی ہے پھر مینے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب۔ قادیان کس جگہ ہے انھوں نے کہا کہ ملک پنجاب میں سُنا ہے اور پتہ میں نہیں جانتا پھر میں ضلع گوڑگانوہ میں آیا وہاں پر ایک شخص نے کہا کہ قادیان ضلع امرتسر میں ہے بعدہ میں دہلی کی مسجد فتحپوری میں آیا اور مینے پتہ دریافت کیا تو ایک شخص مولٹے سے تھے انہوں نے کہا کہ بھائی قادیان تو ضلع گورداسپور میں ہے تو کیوں پوچھتا ہے مینے کہا کہ یوں ہی پوچھ رہا ہوں تو میرے سر ہو گیا تو میں وہاں سے چلا آیا اور اسٹیشن پر آکر ٹکٹ لے لیا سہارنپور کا ریل میں ایک شخص نصرت احمد نامی نے پتہ دیدیا کہ امرتسر سے ٹکٹ بٹالہ کا لے لینا وہاں سے پھر یکے جاتے ہیں اسطرح سے میں یہانتک پہونچگیا ہوں اور زیارت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوا۔

جو دیدہ سو یا دیدہ۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۳ء

مراسلہ

در تردید مذہب شیعہ

سمجھتے ہی نہیں شیعہ کہ رقت کسکو کہتے ہیں
نہیں آنکھ وہ مطلق محبت کسکو کہتے ہیں

شیعہ سال بھر میں کبھی کبھی۔ اور عشرہ اول محرم میں ہر روز بلا ناغہ اور چہلم اور چالیسویں وغیرہ کی مجلسیں کیا کرتے ہیں جنکو محفل عزا اور مجلس غم کے نام سے موسوم کرکے امام حسین کا غم و الم خصوصاً اور شہدائے کربلا کا ذکر شہادت عموماً بیان کرکے رویا پیٹا کرتے ہیں اور اکثر یہی بیان ہوا کرتا ہے کہ حضرت امام حسین نے ہم لوگوں کی بخشش اور نجاۃ کے لیے جان دی اور اپنے نانا کی امت کی مغفرت کے لیے شہید ہوئے ہیں۔ جو شخص انکے غم میں روے یا رلاوے یا کم از کم رونے کی شکل ہی بنا لیوے یا رونے والوں کے آنسو ہی لیکر اپنے منہ پر مل لیوے تو اسپر نار جہنم حرام ہو جاتی ہے اور بہشت بریں اور جنت عدن ایسے ہی لوگوں کی منتظر ہیں بلکہ بہشت اور دوزخ بنے ہی محض محبان حسین اور دشمنان حسین کے لیے ہیں۔ تعزیہ شریف بنانے کا ثواب اگر لوگوں کو معلوم ہو جاوے تو کبھی کسی دوسری عبادت کا نام تک نہ لیویں اہتمام مجلس اور مرثیہ خوانی کا اجر تو بیحساب ہے۔ اور جبکہ کوئی اچھے رسیلے اور سریلی آواز کا آدمی محبان حسین کو اچھی طرح رلاوے اور پٹاوے تو کہا کرتے ہیں کہ آج خوب ہی رقت ہوئی ہے اور اہل بیت پاک ہمارے ساتھ رونے پیٹنے میں شریک رہتے ہیں حتی کہ پاکدامن بیبیاں بھی ہماری اس مجلس میں بال کھولے ہوئے شریک غم ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اب ہم شیعہ ہی کی مسلمہ اور معتبر حدیث انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ کے مطابق پہلے تو قرآن مجید کیطرف رجوع کرکے دریافت کرتے ہیں کہ رقت اور رونا کس کس قسم کا جائز بلکہ ضروری ہے اور کسطرح کا عبث اور لغو گناہ ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً جزاءً بما کانوا یکسبون چاہیے اپنے اعمال و افعال کو یاد کرکے تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں اگر انسان صرف ایک ہی آیۃ مندرجہ ذیل کو غور اور تفکر سے بار بار پڑھتا رہے تو جائز اور ضروری رقت اور رونے کا بہت کچھ سامان حاصل کر سکتا ہے آیت یہ ہے ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنہ مسئولا ترجمہ ضرور کان اور آنکھ اور دل اور اعضا وجوارح و قوی اپنے اپنے اعمال اور افعال سے پوچھے جائیں گے جب ہم سر سے پاؤں تک سارے وجود کے اعضا اور جوارح پر نظر عمیق دیکھتے ہیں تو سب کے سب ودیعت الٰہی ہیں اس ساری مخلوق کو اپنے خالق کی مرضی کے مطابق چلنا چاہیے۔ یعنی ہر ایک عمل انکا اول تو محض للہ اور خالص خدا ہی کے لیے ہو دوسرا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق ہو غرض حقوق اللہ اور حقوق عباد سے بوجہ احسن عہدہ برا ہونے میں ہی انکی نجات اور نیکی اور فلاح وابستہ ہے۔ مگر

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد

کے موافق سوائے معذرۃ اور رقت اور رونے اور توبہ استغفار بالاستمرار کرنیکے کوئی دوسرا علاج سمجھ میں آتا ہی نہیں برخلاف اسکے کسی انسان کی مصیبت اور تکلیف کو یاد کرکرکے رونا پیٹنا عبث اور بیہودہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالی کی نافرمانی اور گناہ بھی ہے کیونکہ آیت ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئك علیہم الآیہ یعنی ہم تمہیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کرکے آزماتے ہیں ایسے لوگوں کو خوشخبری دو جو مصیبت کیوقت صبر اور سہار کرکے صرف اتنا ہی کہدیتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اللہ ہی کے پاس چلے جاوینگے ایسے لوگوں پر صلواتیں اور رحمتیں انکے رب کیطرف سے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اب حدیث کی دوسری جز۔ عترتی۔ کیطرف تو ایک سرسری نظر سے بھی صاف پتہ ملتا ہے کہ عترت اطہار تو قرآن مجید پر عملدرآمد کرکے ساری امت محمدیہ بلکہ ساری جہان کے لیے اسوہ اور نمونہ ہیں ہم کسطرح بھی نہیں مان سکتے کہ وہ پاک زمرہ یا گروہ قرآن مجید کی آیتوں کے خلاف عملدرآمد کرکے صلوۃ اور سلام اور رحمۃ سے محروم رہے ہوں حاشا وکلا۔ ایسا عقیدہ کسی مومن مسلمان کا تو ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا ہاں ہمدردی بنی نوع میں شریک ہوکر انکے دکھ سکھ سے متاثر ہونا واجبی اور ضروری امداد سے دریغ نہ کرنا اور دوسروں کے لیے دکھ اور تکلیف اٹھانا عین انسانیت اور آدمیت اور موجب ثواب واجر عظیم ہے۔

بنی آدم اعضای یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

نہ یہ کہ ہمارے ہمعصر۔ بھائی بندوں۔ ہمسایوں۔ قریبوں۔ زیر دستوں ماتحتوں متوسلین ومتعلقین وغیرہ کا تو ہماری کرتوتوں اور بدعملیوں سے ناک میں دم آرہا ہو اور پچھلے لوگوں اور گذشتہ بزرگوں پر ہماری اسقدر مہربانی ہو کہ انکی رفتہ گذشتہ اور رسمًا منیًا مصائب اور حوادث کو تکلف اور تصنع سے یاد کرکے جھوٹے جھوٹے آٹھ آٹھ آنسو روئیں۔ سبحان اللہ بریں عقل و دانش بباید گریست ٭ گلاب الدین احمدی رہتاسی۔

خدا کے پاک ہاتھوں کی بنائی ہوئی احمدی جماعت میں داخل ہونیوالوں کی فہرست

نمبر شمار	نام مبائعین	سکونت	ضلع
۱۲۷۲	معراج الدین صاحب	ترگڑی	
۱۲۷۳	پیر محمد صاحب	قصبہ مائل پور	
۱۲۷۴	ابراہیم صاحب	”	
۱۲۷۵	احمد صاحب	دولمیال	جہلم
۱۲۷۶	چودھری غلام حیدر صاحب	گنجو چک	گوجرانوالہ
۱۲۷۷	محمد حسین صاحب	”	”
۱۲۷۸	فیروز الدین صاحب	”	”
۱۲۷۹	غلام محی الدین صاحب	سعالی	منٹگمری
۱۲۸۰	ملا فضل الدین صاحب	سنڈالوالہ	سیالکوٹ
۱۲۸۱	نواب خان صاحب	کریام	جالندھر
۱۲۸۲	رحیم بخش صاحب	چک ۲۲	جھنگ
۱۲۸۳	عبد الواحد صاحب	کوٹ قاضی	گوجرانوالہ
۱۲۸۴	نور الدین صاحب	شاہدرہ	لاہور
۱۲۸۵	محمد اسمٰعیل صاحب	مرادآباد	مرادآباد
۱۲۸۶	اہلیہ عبد الواحد صاحب	جھنڈراوری	سیالکوٹ
۱۲۸۷	شیخ حسین صاحب	سنور	پٹیالہ
۱۲۸۸	ڈاکٹر نبی بخش صاحب	لاہور	لاہور
۱۲۸۹	احمد صاحب	دنامہ	گجرات
۱۲۹۰	محمد الدین صاحب امام	کھوتیاں	جہلم
۱۲۹۱	دل محمد صاحب	کابل	
۱۲۹۲	اہلیہ عبد الغنی صاحب	لا اعلم	
۱۲۹۳	عبد السبحان صاحب	سنور	پٹیالہ
۱۲۹۴	بی بی سوندان	نیالہ	”
۱۲۹۵	محمد حسین صاحب	سنور	”
۱۲۹۶	الٰہ بخش صاحب	چک سکندر	امرتسر
۱۲۹۷	اللہ دتا صاحب	کوگھوٹیال	لائل پور
۱۲۹۸	محمد بخش صاحب	دابہ والہ	گورداسپور
۱۲۹۹	میراں بخش صاحب	ننگل	”
۱۳۰۰	غلام احمد صاحب	”	”
۱۳۰۱	عمر دین صاحب	”	”
۱۳۰۲	ابراہیم صاحب	”	”
۱۳۰۳	علی محمد صاحب	بھیکھوان	”
۱۳۰۴	رحیم بخش صاحب	بٹالہ	”
۱۳۰۵	چراغ الدین صاحب	قصور	لاہور
۱۳۰۶	بابو برکت علی صاحب ڈویژنل کلرک	نہر جہلم	

مطبع انوار الاسلام قادیان میں منشی محمد افضل صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام وسعی سے چھپکر شائع ہوا۔